مولانا مُفتی محمّد عاشق الٰہی بلندشہری

اِدارۃُ المعارِف کراچی

فضائل اُمّت محمّدیہ

كُنتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط

ترجمہ: تم سب اُمتوں سے بہتر اُمت ہو جو نکالی گئی لوگوں کے لئے، بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لائے ہو۔ (آلِ عمران۔۱۱)

فضائلِ اُمّتِ محمّدیہ

علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتحیۃ

جنابِ مؤلف نے قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ اور احادیثِ شریفہ کی روشنی میں اُمتِ محمدیہ کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں اور دُنیا و آخرت میں جو اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلندی اور سرفرازی عطا کی گئی ہے اُس کو واضح فرمایا۔

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری

ادارۃ المعارف کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ تعالیٰ علی ان من علی العباد حیث خلقهم وارسل الیهم رسلاً وانبیاء للهدایة والرشاد وکان سیدهم فخر الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خاتم المرسلین وخیر الخلائق اجمعین وکانت کذلک امته خیر الامم کما وصفهم اللہ تعالیٰ فی کتابه المبین، فکان فیهم علماء صلحاء، اولیاء اصفیاء، راکعین ساجدین قانتین خادمین لکتاب اللہ المبین، واعین وراوین لحدیث نبیه الامین والمجتهدین المستنبطین الفقهاء المجتهدین فصلی اللہ علی نبیه المصطفی ورسوله المجتبیٰ واصحابه الغر اولی النهی ومن سلک سبیل الهدی والتقی وآثر الآخرة علی الاولی، وقام بخدمة الدین المتین واتبع الهدیٰ ونهی النفس عن الهویٰ۔

امابعد: اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیہ پر اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعامات ہیں اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت سے خوب کام لیا اور بہت کام لیا، اپنے دین کی خدمت لی اپنی کتاب کے حفظ اور حفاظت، نشر واشاعت کا کام لیا، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث اور سنن کی روایات کرنے اور شروح لکھنے کی خدمت میں لگایا، جہاد کرنے کی توفیق دی، دعوتِ دین کے طریقے بتلائے، حکمت اور موعظت کی نعمت سے نوازا، ان کو پورے عالم میں اپنا دین پھیلانے کا ذریعہ بنایا، اور قیامت تک اسی اُمّت کے باقی رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ اُمّت خیر الامم بھی ہے اور آخر الامم بھی، آخرت میں بھی اس کے بلند درجات ہیں جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگی اور اسے شفاعت

کا مقام بھی دیا جائے گا۔ فبارك الله تعالٰی فیها و لها و علیها۔

کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس اُمّت کے فضائل اور مناقب بہت پڑھے اور بار بار پڑھے اللہ جل شانہ نے ایک دن قلب پر القار فرمایا کہ ان کو ایک رسالہ میں جمع کر دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کے لئے نافع اور مفید ہوگا، القار کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمّت بھی دی اور کام کو آسان فرمایا اور وہ آیات و احادیث جن میں فضائل و مناقب بالا مذکور ہیں ان تک ذہن کی رسائی فرمائی فللّٰه الحمد علی ذٰلك۔ الحمد للہ چند دن میں رسالہ تیار ہو گیا جس کا نام فضائل اُمّتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ تجویز کیا۔

تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو خود پڑھیں اور دوسروں کو سنائیں اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل فرما کر جو بڑی بڑی فضیلتوں سے نوازا ہے اس پر شکر گذار ہوں اور ان فضیلتوں کی لاج بھی رکھیں گناہوں والی زندگی ترک کریں فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات کی ادائیگی میں پیش پیش رہیں۔ ذکر اللہ کی کثرت کریں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھیں جن کی وجہ سے یہ فضیلتیں حاصل ہوئیں۔ ہر حال میں وہی زندگی گذاریں جس کا خیر الامم ہونے کا لقب تقاضا کرتا ہے۔

رسالہ ناظرین کے ہاتھوں میں موجود ہے جو حضرات اس سے مستفید ہوں احقر کے والدین اور اساتذہ و مشائخ اور ناشرین اور تمام معاونین کے لئے دُعا فرمائیں۔

وباللّٰه التوفیق وعلیه التکلان

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن مجید میں امّتِ محمدیہ کا ذکر اور مدح

امّتِ محمدیہ خیرُ الامم ہے

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (پ ۴)

تم سب امّتوں سے بہتر امّت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت شریفہ میں اس امّت کو "خیر امّت" کا لقب دیا گیا ہے اور اس کے خیر الامم ہونے کی علّت بھی بتا دی گئی ہے یعنی تم "خیر امّت" اس لئے ہو کہ بھلائیوں کی راہ دکھاتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اس امّت کو اشرف واکرم پیغمبر دیا گیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ قائم رہنے والی اور کامل ومکمل شریعت ملی ہے اس پر معارف کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ امّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کسی خاص قوم ونسب یا مخصوص ملک واقلیم میں منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے افراد سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اس کا وجود ہی اس لئے ہے کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور فکر کرکے گمراہ انسانوں کو

جنت کے دروازے پر لاکر کھڑا کرنے کی کوشش کرے اُخرِجَت لِلنَّاسِ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ فریضۂ تبلیغ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس امت کے لئے تمغۂ امتیاز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی کا خاص لحاظ رکھا جائے جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہے:۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ	اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا ضروری
إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	ہے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کام کرنے
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ	کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (پ۴)	کرے اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہیں۔

اگر فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کا خاص اہتمام نہ ہو اور کبھی کبھی چلتے پھرتے تبلیغ کر دی جائے تو یہ اس امت کا تمغۂ امتیاز نہیں بنے گا کیونکہ پہلی امتیں بھی تبلیغ کرتی تھیں جیسا کہ بعض آیات میں اس کا ذکر ہے۔ اس امت کا تمغہ امتیاز یہی ہے کہ اس کو مستقل کام سمجھ کر انجام دیں۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:۔

أَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ	تم ستر امتیں پوری کر رہے ہو یعنی
أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا	تم سے پہلے ۶۹ امتیں گذر چکی ہیں، تم
وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ	سترویں امت ہو، تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک
تَعَالٰى۔ (مشکوٰۃ)	سب امتوں سے بہتر اور باعزت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص یہ چاہے کہ اس امت (خیر الامم) میں شامل ہو جائے اسے چاہیئے کہ اللہ کی شرط پوری کرے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے اور اللہ پر ایمان رکھے۔ یعنی

خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرے۔

الحاصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی یہ امّت ذمہ دار ہے اور نبیوں کا کام اس کے سپرد کر دیا گیا ہے جو بلاشبہ بہت بڑا اہم اور قیمتی کام ہے۔ پہلے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا تھا اور فریضۂ اصلاح کو انجام دیتا تھا مگر اب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت ہی کے سر پر اس فریضہ کی ذمہ داری ہے۔

فائدہ:۔ اس آیت کریمہ میں "تومنون باللہ" کو تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کے بعد میں ذکر فرمایا ہے حالانکہ ایمان سب اعمال سے افضل ہے اور اسی پر سب اعمال کی مقبولیت کا مدار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان میں تو گذشتہ امّتیں بھی شریک تھیں اور یہ خاص خصوصیت جس کی وجہ سے امّت محمدیہ افضل اور بہتر ہے اور جو اس کا تمغۂ امتیاز ہے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی ہے لہٰذا اسی کو مقدم فرمایا۔ کیونکہ اس جگہ اسی کو ذکر کرنا مقصود ہے اور چونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں اس لئے بطور قید "تومنون باللہ" بھی آخر میں فرما دیا۔

اُمّتِ محمّدیہ کا میدانِ حشر میں دوسروں کے مقابلے میں گواہ بننا

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (پ۲)	اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلے میں گواہ بنو اور رسولؐ تم پر گواہی دینے والا ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز نوح (علیہ السلام) کو لایا جائے گا سو ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ کی؟ وہ کہیں گے ہاں اے رب میں نے تبلیغ کی۔ اس کے بعد ان کی امت سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تم کو نوح (علیہ السلام) نے تبلیغ کی؟ اس پر وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ لہٰذا (حضرت نوح علیہ السلام سے) کہا جائے گا کہ تمہارے گواہ کون ہیں (جو تمہاری تبلیغ کی گواہی دیں)، اس پر وہ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت (میرے گواہ ہیں)۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چنانچہ تم کو لایا جائے گا سو تم گواہی دو گے کہ بلاشبہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جو ابھی اوپر گذری یعنی) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتیں بھی اپنے نبیوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی اور وہ فرمائیں گے کہ ہم نے ان کو تبلیغ کی تھی اور اس پر امت محمدیہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے گی۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ تم کو اس کا کیا علم ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس کا علم ہوا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی صداقت اور عدالت پر گواہی دیں گے۔ (روح المعانی)

امتِ محمدیہ کو شفیق نبی دیا

سورۂ توبہ کے آخر میں ارشاد ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ	بلاشبہ تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف
اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ	لائے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں جن کو تمہاری

مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ۱۱)

حضرت (اور تکلیف) گراں گزرتی ہے وہ تمہارے نفع کے بڑے خواہش مند ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں ایک بڑی ضخیم کتاب لکھی جائے تو وہ بھی ناکافی ہوگی۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے رحیمانہ اخلاق اور مشفقانہ عادات اور امّت کے افراد کے ساتھ رحمت و شفقت کے برتاؤ کے واقعات اتنے کثیر ہیں جن کا شمار کرنا مجھ جیسے ہیچ مداں کے بس کا ہرگز نہیں اور کوئی اپنے علم کے موافق ان کو جمع بھی کردے تو بڑی کتاب تیار ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی سو جب اس نے اپنے چاروں طرف روشنی کردی تو پروانے اور یہ زمین پر پھرنے والے (چھوٹے چھوٹے) جانور اس میں گرنے لگے اور وہ شخص ان کو (اس آگ میں گرنے سے) روکنے لگا اور پروانے اور جانور اس پر غالب آتے رہے اور آگ میں گرتے رہے۔ سو میں تم کو کمریں پکڑ کر روکتا ہوں اور تم اس میں گرے جاتے ہو۔ یہ بخاری کی روایت ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ بس میری اور تمہاری یہی مثال ہے میں تمہاری کمریں پکڑ کر روکتا ہوں کہ آگ سے علیحدہ رہو آگ سے علیحدہ رہو سو تم مجھ پہ غالب ہو کر اس میں گرے جاتے ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا کیا ٹھکانا ہے اماموں کو نصیحت فرمائی کہ نماز ہلکی پڑھائیں، حاکموں کو حکم فرمایا رعایا کو خوش خبری سنائیں اور نفرت نہ دلائیں، ان پر آسانی کریں سختی نہ کریں۔ معراج کی رات میں بار بار دربار خداوندی میں جاکر نمازیں کم کرائیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ساری امّت کو بخشوانے کا وعدہ کرالیا

اور بعض اوقات رات کو نماز میں ایک آیت پڑھتے پڑھتے صبح کر دی جس میں امّت کی مغفرت کا ذکر ہے اور وہ آیت یہ ہے :۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ	اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے
وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ	بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ)	تُو زبردست حکمت والا ہے ۔

آپؐ نے امّت کے لئے وہی چیز اختیار کی جو امّت کے واسطے مفید تر ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے پاس میرے رب کا ایک قاصد آیا جس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو اپنی آدھی امّت کو جنّت میں داخل کر والو اور یا شفاعت اختیار کر لو۔ لہٰذا میں نے شفاعت اختیار کر لی اور شفاعت ان کے لئے ہو گی جو اس حال میں مر گئے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتے تھے۔ (ترمذی وغیرہ)

فائدہ :۔ چونکہ آدھی امّت جنّت میں داخل کرا لینے کی شق اختیار کرنے سے دوسروں کے حق میں سفارش کرنے کا حق نہ رہتا اس لئے آپؐ نے سفارش اختیار کی جو ساری امّت کے حق میں ہو گی۔ اگر سفارش اختیار نہ فرماتے تو امّت کا نقصان ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت فرمائی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ اور حضرت عیسیٰؑ کے اس قول اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ کو بھی پڑھا، پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ کہہ کر دعا کی اور رونے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! محمّد کے پاس جاؤ (اور تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ وہ کیوں روتے ہیں لیکن) جا کر تم ان سے معلوم کرو کہ کیوں روتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام

تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دُعا نقل فرمادی اور رونے کا سبب یعنی امت کی بخشش کا فکر ظاہر فرمادیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا کہ محمدؐ کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ بلاشبہ ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کردیں گے اور تم کو رنجیدہ نہ کریں گے (مسلم شریف) ولنعم من قال ؎

اَلَمْ یُرْضِكَ الرَّحْمٰنُ فِیْ سُوْرَةِ الضُّحٰی
فَحَاشَاكَ اَنْ تَرْضٰی وَفِیْنَا مُعَذَّبٌ

آپؐ نے امت پر شفقت کرتے ہوئے بسا اوقات اس ڈر سے بعض اعمال بھی ترک فرمادیئے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہوجائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے چند دن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تراویح پڑھائیں اور پھر چھوڑ دیں اور فرمایا کہ تمہارا شوق دیکھ کر مجھے ڈر ہوا کہ کہیں فرض نہ ہوجائیں اور اگر فرض ہوجاتیں تو تم عمل نہ کرتے (بخاری و مسلم) اسی طرح حج کے بیان میں ایک حدیث ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی واجب ہوجاتا، اور اگر واجب ہوجاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ کرسکتے۔ حج ایک دفعہ فرض ہے اور جو زیادہ کرے تو نفل ہے۔ کفار کے ایمان لانے کے لئے آپؐ فکرمند اور بے چین رہتے تھے۔ خیمہ خیمہ اور ڈیرہ ڈیرہ پہنچ کر لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دیتے تھے۔ لوگوں کے ہدایت قبول نہ کرنے سے آپؐ سخت رنجیدہ ہوئے حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے آپؐ کا غم دور کرنے کے لئے بعض آیات بھی نازل فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ	شاید غم کے مارے آپ ان کے پیچھے اگر یہ
اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ	اس مضمون (قرآن) پر ایمان نہ لائیں اپنی

اَسَفًا ؕ (پ۱۵) جان ہی دے دیں گے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت سب کے لئے عام تھی اور کیوں عام نہ ہوتی جب کہ حسب ارشاد خداوند قدوس وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہ (پ۱۷) آپؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپؐ نے سخت سے سخت مصیبت پہنچنے پر بھی ان لوگوں کے لئے بد دعا نہیں فرمائی جنہوں نے ایذا دی۔ جب آپؐ طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے سرداروں اور دوسرے لوگوں نے آپؐ کے ساتھ بد تمیزی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ شہر کے لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا تاکہ آپؐ کا مذاق اڑائیں تالیاں پیٹیں، اور مذاق اور مسخرہ پن ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ آپؐ کے اتنے پتھر مارے کہ خون میں آپؐ کے مبارک جوتے رنگین ہو گئے، جب ان شریروں سے آپؐ کو اطمینان ہوا اور جنگل میں ایک جگہ تشریف فرما ہوئے تو پہاڑوں کے انتظام پر جو فرشتہ مامور ہے اس نے آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں اور (اس کے علاوہ) جو سزا آپ تجویز فرمائیں عمل کیا جائے۔

قربان جائیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپؐ نے فرشتے کے عرض کرنے پر ذرا سی سزا دیئے جانے کو بھی ارشاد نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ "میں اللہ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہ ہوئے تو ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی عبادت کریں گے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ مشرکین کے لئے بد دعا فرمائیں تو ارشاد فرمایا کہ :۔

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ؕ

میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں میں تو رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ بقدر کمالہ وجمالہ

اُمّتِ محمّدیہ کی خاص خاص تعریفیں

سورۂ فتح کے آخر میں ارشاد ہے :-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۠

(پ ۲۶)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسُول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور اس کی رضا کی جستجو میں لگے ہیں۔ ان کے آثار بوجہ سجدہ کی تاثیر کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں ان کا یہ وصف ہے جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ ان سے کافروں کو جلادے ان صاحبوں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کھیتی کی مثال کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

" اوّل اس دین پر ایک آدمی تھا پھر دو آدمی ہوئے پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی گئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پھر حضرات خلفار کے عہد میں اور بعض علمار کہتے ہیں کہ :۔

اَخْرَجَ شَطْئَہٗ میں عہد صدیقی اور فَاٰزَرَہٗ میں عہد فاروقی، اور فَاسْتَغْلَظَ میں عہد عثمانی اور فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ میں عہد مرتضوی کی طرف اشارہ ہے۔

لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ (تاکہ ان سے کافروں کو جلا دے) یعنی اسلامی کھیتی کی یہ تازگی اور رونق و بہار دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و حسد سے جلتے ہیں۔ اس آیت سے بعض علمار نے یہ نکالا کہ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے جلنے والا کافر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے مشورہ لینے کا حکم

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے :۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (پ ۴)

سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو آپ ان کو نرم دل مل گئے ہیں اور اگر آپ سخت عادت کے اور سخت دل والے ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے متفرق ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کیجئے اور ان کے لئے بخشش مانگیے اور ان سے خاص خاص کاموں میں مشورہ لیجئے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیجئے۔

اس ارشاد میں امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کی دلداری بھی ہے اور ہمت افزائی بھی ہے اور مشورہ کرنے کی تعلیم بھی ہے نیز اس میں امت کا

اعزاز بھی ہے کہ اس کو اس لائق قرار دیا کہ خدا کا مقدس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے مشورہ کرے۔

اُمتِ محمدیہ کے دین میں تنگی اور مشکلات نہیں ہیں

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ	سو جو شخص اس ماہ (رمضان) میں موجود ہو
فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا	اس کو ضرور روزہ رکھنا چاہیئے اور جو شخص
أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ	بیمار ہو تو دوسرے دنوں کا (اتنا ہی شمار
أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ	کرکے (روزہ رکھنا اس پر فرض) ہے۔ اللہ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ	کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور
بِكُمُ الْعُسْرَ. (پ۲)	تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں۔

اور سورۂ اعراف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے ارشاد ہے:۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ	اور ان لوگوں پر (یعنی اہل کتاب پر)
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ	جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔

(پ۹)

سورۂ حج کے آخر میں ارشاد ہے:۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ	اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو
جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا	جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ	(اور امتوں سے) ممتاز فرمایا اور تم پر دین
مِنْ حَرَجٍ ۚ (پ۱۷)	(کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی۔

یہ سب تیسیر اور تسہیل کی مثالیں ہیں کہ سفر میں نماز قصر کر دی گئی ہے اور

مریض کو بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر پڑھنے کی بھی اجازت دی گئی ہے اور پانی نہ ملنے پر یا پانی ہوتے ہوئے استعمال پر قادر نہ ہونے پر تیمم مشروع کیا گیا ہے مریض اور مسافر اور حاملہ اور مرضعہ عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دے کر قضا رکھنے کی رخصت دے دی گئی ہے۔ بعض گذشتہ امتوں کا ناپاک کپڑا وغیرہ اس وقت پاک ہوتا تھا جب ناپاک حصہ کو کاٹ دیتے تھے مگر اس امت کی چیزیں پانی سے دھونے سے بلکہ بعض تو (جیسے چمڑے کے موزے) جسم والی نجاست کو صاف کر دینے اور پونچھ دینے سے بھی پاک ہوجاتے ہیں۔ پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفسوں پر سختی کرنے سے منع بھی فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی آسانیوں پر عمل نہ کرنے سے گناہ بھی ہوجاتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں۔

لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ	اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو ورنہ خدا تم پر سختی
فَیُشَدِّدُ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاِنَّ	کردے گا کیونکہ ایک قوم نے اپنے نفسوں پر
قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ	سختی کی تو خدا نے ان پر سختی کردی سو یہ ان ہی
فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ فَتِلْكَ	میں کے بچے ہوئے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے
بَقَایَاهُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَ	گرجوں میں موجود ہیں (جس کے بارے میں
الدِّیَارِ رَهْبَانِیَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا	ارشاد خداوندی ہے) کہ انہوں نے رہبانیت
مَاكَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ ۔ (پ۲۷)	کو خود ایجاد کرلیا ہم نے اس کو ان پر واجب نہ کیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے میاں کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے گھسٹتے ہوئے جارہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر آپؐ نے پوچھا ان کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ انہوں نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپؐ نے ارشاد

فرمایا کہ بڑے صاحب! سوار ہو جاؤ کیونکہ اللہ تم سے اور تمہاری نذر سے بے نیاز ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان کو سوار ہونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ اپنے نفس کو عذاب دیں (مشکوٰۃ)

اُمّتِ محمدؐیہ کی تورات شریف میں تعریف

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تورات میں لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے برگزیدہ بندے ہیں نہ ان کے اخلاق سخت ہیں نہ مزاج سخت ہے اور نہ وہ بازاروں میں چلانے والے ہیں اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔ مکہ ان کی جائے پیدائش ہے اور مدینہ ان کی جائے ہجرت ہے اور ملک شام میں ان کے مجاہد ہوں گے، ان کی امّت کے آدمی اللہ کی بہت زیادہ حمد کرنے والے ہوں گے، خوشی میں اور مصیبت میں اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے۔ ہر منزل پر (جہاں قیام کریں گے) اللہ کی حمد بیان کریں گے اور ہر بلندی پر (جب چڑھیں گے تو) اللہ کی بڑائی بیان کریں گے (اور اللہ اکبر کہیں گے) اور نماز کے اوقات پہچاننے کے لئے سورج کا دھیان رکھنے والے ہوں گے، جب نماز کا وقت آئے گا نماز ادا کریں گے، آدھی پنڈلی تک اپنا تہمد باندھیں گے اور (نماز کے وقت) اپنے ہاتھ پاؤں دھویا کریں گے (یعنی وضو کریں گے) آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہو کر ان کا مؤذن اذان دے گا، ان کی صف جہاد میں اور نماز میں برابر ہو گی (یعنی وہ جان دینے والا کام جہاد بھی اس خوشی سے انجام دیں گے جس طرح نماز پڑھیں گے) راتوں کو (اللہ کو یاد کریں گے اور) ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح (ذکر اللہ کے ساتھ نکلتی ہو گی)۔ مشکوٰۃ المصابیح۔

امّتِ محمدیہ کی بخشش پر شیطان کا افسوس کرنا

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت کے لئے عرفہ (یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ) کے دن مغفرت کی دعا کی تو خدا کی جانب سے جواب ملا کہ میں نے ان کو بخش دیا سوائے مظالم کے (یعنی بندوں پر جو آپ کی امّت ظلم کرے گی اس کی مغفرت نہ کروں گا) کیونکہ مظلوم کے لئے ظالم سے حق لوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اے پروردگار اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اپنے پاس سے ظالم کی طرف سے) جنت کی نعمتیں دے دیں اور ظالم کو بخش دیں۔ یہ دعا خدا کی جانب سے قبول نہ کی گئی۔ پھر جب صبح ہوئی (اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے) مزدلفہ پہنچ گئے تو (دسویں تاریخ کو) آپؐ نے پھر وہی دعا کی تو آپؐ کی درخواست قبول کرلی گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ دعا قبول ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آ گئی۔ آپؐ کی ہنسی کو دیکھ کر حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس وقت تو آپ ہنسا نہیں کرتے تھے (آج) آپ کو کس چیز نے ہنسایا۔ اللہ آپ کو ہنستا ہی رکھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ خدا کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ یقیناً اللہ عزوجل نے میری دعا قبول فرمائی اور میری امت کو بخش دیا تو اس نے مٹی لے کر (افسوس کے مارے) سر پر ڈالنی شروع کردی اور ہائے افسوس ہائے افسوس کرنے لگا۔ لہٰذا مجھے اس کی بدحالی دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ (مشکوٰۃ)

صاحبِ لمعات نے لکھا ہے کہ اس سے وہ حقوق مراد ہیں جن کے ادا کرنے کی کوشش کی ہو اور کوشش کے باوجود ادا نہ کرسکا ہو۔

اُمّتِ محمدیہ کو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا سلام بھیجنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ابراہیم (علیہ السلام) سے ملا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہہ دینا اور انہیں آگاہ کر دینا کہ بلاشبہ جنّت کی عمدہ مٹی ہے اور میٹھا پانی ہے اور بلاشبہ وہ چٹیل میدان ہے اور بے شک اس کے پودے سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی)

سبحان اللہ خدا کے دوست اور نبیوں کے باپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امّت کو سلام بھیجتے ہیں اور اپنے پیارے بیٹے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس امّت کو نصیحت فرماتے ہیں اور جنّت کی نعمتیں نصیب ہونے کے طریقے سے آگاہ فرماتے ہیں۔

حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جنّت میں اگرچہ سب کچھ ہے اور اس میں بے مثل نعمتیں ہیں مگر جو عمل سے خالی ہے اس کے لئے چٹیل میدان ہی کی طرح ہے کیونکہ اس کی نعمتوں سے وہی نفع اٹھا سکتا ہے جو اچھے عمل کر کے آخرت میں پہنچے اور یہیں سے کمائی کر کے لے جائے جنّت کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی زمین کھیتی کے لائق ہو اس کی مٹی اچھی ہو اور اس کے قریب بہترین میٹھا پانی ہو جس سے خوب سیراب کی جا سکے اور جب اس میں تخم ریزی کر دی جائے تو اس کی مٹی کی صلاحیت اور بہترین پانی سے سینچنے کے باعث اس میں درخت اور بہترین غلہ پیدا ہو جائے۔ بالکل اسی طرح جنّت ہے کہ جو کچھ یہاں بوؤ گے وہاں کاٹ لوگے ورنہ بے عمل کے لئے وہ خالی ہی ہے۔

اُمتِ محمدیہ کی خیر خواہی کے لئے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا کوشش فرمانا

معراج شریف کی طویل روایت میں ہے جو بخاری اور مسلم میں مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا گیا تو وہاں مجھ پر روزانہ ۵۰ نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس لوٹا تو موسیٰ (علیہ السلام) پر گذر ہوا۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہیں کیا حکم ملا؟ میں نے کہا روزانہ پچاس۵۰ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ تمہاری امت روزانہ پچاس۵۰ نمازیں نہ پڑھ سکے گی اور بے شک میں خدا کی قسم تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو اچھی طرح عمل کرانے کی کوشش کر چکا ہوں لہٰذا تم اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کرو۔ لہٰذاعہ میں واپس ہوا اور عرض کیا اے رب میری امت پر تخفیف کر دیجئے۔ لہٰذا (میرے سوال کرنے پر) دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ اس کے بعد میں واپس موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پھر وہی ارشاد فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ میں ان کے فرمانے پر پھر واپس گیا۔ (اور خدا سے تخفیف کا سوال کیا) لہٰذا دس۱۰ نمازیں اور کم کر دی گئیں۔ پھر میں واپس موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پھر وہی ارشاد فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ میں ان کے ارشاد پر پھر واپس ہوا (اور خدا سے تخفیف کا سوال کیا) لہٰذا دس۱۰ نمازیں اور کم کر دی گئیں۔ پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پھر وہی ارشاد فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ لہٰذا میں پھر واپس ہوا (اور خدا سے تخفیف کا سوال کیا) لہٰذا دس۱۰ نمازیں اور کم کر دی گئیں۔ الغرض (چار مرتبہ آنے جانے سے پچاس۵۰ کی جگہ

عہ مسلم کی دوسری روایت میں ہے فقلت یارب خفف علیٰ امتی۔ ۱۲

دس نمازیں باقی رہ گئیں اور) مجھے روزانہ دس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ پھر میں واپس موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس پہنچا انہوں نے پھر وہی ارشاد فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ میں پھر واپس ہوا اور خدا سے تخفیف کا سوال کیا۔ لہٰذا مجھے روزانہ پنج وقتہ نمازوں کا حکم دیا گیا (اور ۵ نمازیں اور کم کر دی گئیں) پھر میں واپس موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس پہنچا انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا؟ میں نے کہا مجھے روزانہ پنج وقتہ نماز کا حکم ہوا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو تمہاری امت روزانہ پانچ نمازیں (بھی) نہیں پڑھ سکے گی اور بلاشبہ میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو عمل کرانے کی اچھی طرح کوشش کر چکا ہوں لہٰذا تم اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے لئے خدا سے تخفیف کا سوال کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنا سوال کر لیا کہ اب سوال کرتے ہوئے شرما گیا ہوں (اب نہیں جاتا) بلکہ (خدا کے حکم پر) راضی ہوتا ہوں (اور اپنی امت کے معاملے کو) اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں وہاں سے آگے بڑھ گیا تو (خدا کی جانب سے) ایک منادی نے آواز دی کہ میں نے اپنا فریضہ پورا کر دیا اور اپنے بندوں سے بوجھ ہلکا کر دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ بے شک یہ روزانہ (گنتی میں) پانچ ہیں (اور) ہر نماز کے بدلے دس (نمازیں) ہوں گی (یعنی دس کا ثواب ملے گا) لہٰذا یہ ۵۰ ہی ہو گئیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

مالک دوجہاں ارحم الراحمین جل شانہ کی بے انتہا رحمتیں اور لاتعداد درود و سلام سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوں جنہوں نے ہم کمزوروں کی خیر خواہی فرمائی اور کوشش فرما کر ۵۰ کی ۵ نمازیں کرا دیں مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو ۵ نمازوں سے بھی بھاگتے ہیں اور خدا کا فریضہ برباد کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اُمّتِ محمدیہ کا سب اُمّتوں سے زیادہ ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا رشک فرمانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا اتباع کرنے والے قیامت کے روز سب نبیوں کی امّتوں سے زیادہ ہوں گے اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ جو کھٹ کھٹائے گا وہ میں ہوں گا (مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں جنّت میں سب سے پہلا سفارش کرنے والا ہوں گا (پھر فرمایا کہ) جتنے لوگوں نے میری تصدیق کی ہے کسی نبی کی اتنے لوگوں نے تصدیق نہیں کی اور بے شک بعض نبی ایسے ہوں گے جن کی تصدیق ان کی امّت کے صرف ایک آدمی نے کی ہو گی۔ (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا مجھ پر امّتیں پیش کی گئیں جو اپنے اپنے نبی کے ساتھ گذر رہی تھیں۔ سو کوئی نبی اس حال میں گذر رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایک امّتی تھا اور کوئی نبی اس حال میں گذر رہا تھا کہ اس کے ساتھ دو امّتی تھے اور کوئی اس حال میں گذر رہا تھا کہ اس کے ساتھ چند آدمی تھے اور کوئی نبی اس حال میں گذر رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایک امّتی بھی نہ تھا۔ پھر میں نے بہت زیادہ آدمی دیکھے جنہوں نے افق (یعنی آسمان کا کنارہ) بھر رکھا تھا ان کو دیکھ کر میں نے امید کی کہ یہ میرے امّتی ہوں گے۔ سو کسی نے کہا کہ (یہ تمہارے امّتی نہیں ہیں) یہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کے ساتھ ہیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ (اب) دیکھو، میں نے دیکھا تو بہت زیادہ آدمی دیکھے جنہوں نے افق بھر رکھی تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھو ادھر (یعنی دائیں جانب) اور ادھر (یعنی بائیں جانب) میں نے دیکھا تو بہت زیادہ آدمی دیکھے جنہوں نے (دونوں طرف) افق بھر رکھی تھی۔ اس کے بعد مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امّت ہے اور ان کے ساتھ ان کے آگے ستر ہزار وہ لوگ ہیں جو جنّت

میں بغیر حساب داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو شگون نہیں لیتے اور جھاڑ پھونک نہیں کراتے اور (علاج کے لئے) داغ نہیں لگواتے، اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

یہ بات سن کر عکاشہؓ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا کر دی کہ اللّٰھم اجعلہ منہم (اے اللہ اس کو ان میں سے کر دے) پھر دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دیوے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں عکاشہ تم سے آگے بڑھ گئے (اور مجھے ایک ہی شخص کے لئے اس مجلس میں دعا کرنے کی اجازت تھی) (بخاری و مسلم)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محبت کرنے والی اور بچے زیادہ جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں (قیامت کے روز) تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا (مشکوٰۃ)

معراج شریف کی طویل روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا کہ اے نیک بھائی اور نیک نبی مرحبا۔ پھر جب میں آگے بڑھ گیا تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک لڑکا نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اس کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے جنتیوں سے زیادہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

امتِ محمدیہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور سب سے زیادہ ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنّت کے حلقے ہلائے گا سو اللہ میرے لئے جنّت کھول دے گا پھر مجھے داخل فرما دے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور مجھے اس پر کچھ فخر نہیں ہے اور میں اللہ کے نزدیک سب اولین و آخرین سے بڑھ کر عزت والا ہوں مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنّتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں اسّی اس امّت کی ہوں گی اور چالیس[1] سب امّتوں کی ملا کر ہوں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا سو مجھے جنّت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امّت داخل ہوگی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازے کو دیکھتا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بیشک اے ابوبکر تم میری امّت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت میں میری امّت میں سے ستّر ہزار بہشت میں داخل ہوں گے نہ ان سے حساب ہوگا نہ ان کو کچھ عذاب ہوگا۔ ہر فرد کے ساتھ[1] ستّر ہزار ہوں گے اور تین لپ[2] میرے رب کے لپ بھر کر داخل جنّت ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

---

[1] لہٰذا کل تعداد چار ارب نوے کروڑ ستّر ہزار ہوتی ہے ۱۲

[2] خداوند قدوس ہاتھ اور لپ اور قدم اور چہرہ سے پاک ہے قرآن و حدیث میں جو ان چیزوں کا ذکر آیا ہے ان پر ایمان لاؤ کہ ان کا جو مطلب اللہ کے نزدیک ہے اس پر میرا ایمان ہے اور ان کا ظاہری مطلب لے کر خدا کا جسم مت خیال کرو ۱۲۔

اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ امتِ محمدیہ کے کتنے افراد بلاحساب جنّت میں داخل ہوں گے؟ بعض روایات میں صرف ستّر ہزار کی تعداد مذکور ہے۔

اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشک اللہ عزّ وجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امّت کے چار لاکھ افراد بلاحساب جنّت میں داخل ہوں گے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اور بڑھایئے۔ آپؐ نے دونوں ہتھیلیاں جمع کر کے فرمایا کہ اور اس طرح (یعنی چار لاکھ کے علاوہ خدا اپنا لپ بھر کر اور افراد بھی داخل فرمائے گا) اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ اور بڑھایئے۔ آپؐ نے پھر (اسی طرح) دونوں ہتھیلیاں جمع فرما کر ارشاد فرمایا اور اس طرح (یعنی خدا ایک لپ اور بھر کر داخل فرمائے گا۔

(شرح السنۃ)

ممکن ہے کہ پہلے خداوند قدوس نے ستّر ہزار بلاحساب جنّت میں اُمّت کے افراد داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہو اور بعد میں اپنی رحمت کاملہ سے تعداد بڑھادی ہو۔

حدیث شفاعت میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عرش کے نیچے اپنے رب کے لئے سجدہ میں جا پڑوں گا پھر اللہ مجھے اپنی وہ حمدیں اور عمدہ تعریف بتادے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ بتائی ہو گی۔ پھر اللہ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور اُمّتی یا رَبِّ اُمّتی یا رَبِّ اُمّتی یا رَبِّ کہوں گا۔ لہٰذا مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمدؐ! اپنی امّت کے ان لوگوں کو جنّت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنّت میں داخل کر دو جن سے کوئی حساب نہیں ہے۔ (پھر آپؐ نے فرمایا کہ) قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنّت کے دروازے اتنے چوڑے ہیں جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان فاصلہ ہے (بخاری و مسلم)

امّتِ محمّدیہ کی قیامت کے روز خاص پہچان

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے اجازت دی جائے گی کہ (خدا کو) سجدہ کروں اور سب سے پہلے مجھے (ہی سجدہ سے) سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سر اٹھا کر میں اپنے سامنے دیکھوں گا تو تمام امّتوں کے درمیان اپنی امّت کو پہچان لوں گا اور پیچھے دیکھوں گا تو تمام امّتوں کے درمیان اپنی امّت کو پہچان لوں گا اور اپنی دائیں جانب دیکھ کر بھی اپنی امّت کو ساری امّتوں کے درمیان پہچان لوں گا اور اپنی بائیں جانب دیکھ کر بھی اپنی امّت کو ساری امّتوں کے درمیان پہچان لوں گا۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نوح علیہ السلام کی امّت سے لے کر اپنی امّت تک آنے والی تمام امّتوں کے درمیان آپ اپنی امّت کو کیسے پہچان لیں گے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کے اثر سے میری امّت کے چہرے خوب روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس شان کا نہ ہوگا اور میں اپنی امّت کو یوں (بھی) پہچانوں گا کہ ان کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کو اس طرح (بھی) پہچانوں گا کہ ان کے سامنے ان کی ذرّیت دوڑتی ہوگی۔ (مشکوٰۃ عن احمد)

نامۂ اعمال کا داہنے ہاتھ میں دیا جانا اس امّت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ دوسری امّتوں کے نیک بندوں کے اعمال نامے بھی داہنے ہاتھ میں دیئےؑ جائیں گے۔ لہٰذا اس حدیث شریف میں جو امّتِ محمدیہ کی خصوصیات میں یہ فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامے دیے جائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ سب سے

ؑ لاطلاق الآیات الواردة فی ذلک ۱۲

پہلے ان کو اعمال نامے دیئے جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ امّتِ محمدیہ کو کسی خاص طریقے پر اعمال نامے ملیں۔ واللہ اعلم۔

اُمّتِ محمدیہ کی بڑی بڑی سفارشیں قبول ہونا

حضرت عبداللہ بن ابی الجدعا رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امّت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنو تمیم کے آدمیوں سے بھی زیادہ میرے امّتی جنّت میں داخل ہوں گے۔

اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میری امّت کے بعض اشخاص پوری جماعت کے لئے سفارش کریں گے اور بعض ایک قبیلہ کے لئے سفارش کریں گے اور بعض ایک عصبہ[ع] کے لئے سفارش کریں گے اور بعض ایک شخص کے لئے سفارش کریں گے حتیٰ کہ ساری امّت جنّت میں داخل ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

اُمّتِ محمدیہ سب سے پہلے پل صراط کو عبور کرے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کی پشت پر پل صراط قائم کر دی جائے گی (جس پر ساری امّتوں کو گذرنا ہوگا) اور میں سب نبیوں سے پہلے اپنی امّت کو لے کر گذروں گا اور اس روز نبیوں کے سوا اور کوئی کلام نہ کرتا ہوگا اور نبیوں کا کلام (بھی) اس روز (صرف) یہ ہوگا کہ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ

عہ عصبہ عربی میں ۱۰ سے ۴۰ تک کے عدد کی جماعت کو کہتے ہیں ۱۲ لمعات

سَلِّمْ (اے اللہ سلامت رکھ۔ اے اللہ سلامت رکھ) اور جہنّم میں درخت سعدان کے کانٹوں کی طرح لوہے کے (بڑے بڑے) کانٹے ہوں گے جن کی بڑائی اللہ ہی جانتا ہے وہ کانٹے (دوزخ سے نکل کر پل صراط پر چلنے والے) لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے اچک کر دوزخ میں گرائیں گے سو بعض ان میں سے ہلاک ہو جائیں گے (اور دوزخ میں گر پڑیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ کافر ہوں گے) اور بعض ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور پھر نجات پا جائیں گے (یہ فاسق مسلمان ہوں گے) (مشکوٰۃ)

امّتِ محمدیہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص تعریف فرمائی

حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امّت قیامت کے روز (اعمال کی) ترازو میں سب لوگوں سے زیادہ بھاری ہو گی (کیونکہ) ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جو ان سے پہلوں پر بھاری بن گیا وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ (ترغیب)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے سچ فرمایا امّت محمدیہ کے مشائخ صوفیہ اور ان کے مریدوں کی بے انتہا تعداد جو صدہا برس سے چلی آرہی ہے ان کے اذکار اور لا الٰہ الا اللہ کی کثرت سے جو حضرات واقف ہیں وہی حضرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کی حقیقت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ امّتِ محمدیہ کے لاکھوں بلکہ کروڑوں افراد ایسے ہوں گے کہ اپنی عمر میں کروڑوں مرتبہ انہوں نے کلمہ طیبہ کا ورد کیا ہوگا۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَعْظَمَ اِحْسَانَهٗ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمَرْحُوْمَةِ۔

امّتِ محمدیہ پر فرشتوں کا رشک کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سعدان عرب میں ایک کانٹے دار درخت ہے جس کے کانٹے بہت بڑے ہوتے ہیں ۱۲

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین پیدا فرمانے سے ہزار برس پہلے سورہ طٰہٰ اور یٰسٓ پڑھی سو جب فرشتوں نے سنی تو کہنے لگے کہ اس امت کے کیا کہنے جس پر یہ کلام نازل ہوگا اور ان سینوں کے کیا کہنے جن کے اندر یہ کلام ہوگا اور ان زبانوں کے کیا کہنے جو اس کو پڑھیں گی۔ (مشکوٰۃ)

فرشتوں نے سچ کہا اب دیکھ لو کیسی مبارک امت ہے کہ اس کے ذرا ذرا سے بچے قرآن شریف کے حافظ ہیں اور ننھی ننھی زبانوں سے بڑے شوق سے تلاوت کرتے ہیں۔

امتِ محمدیہ کی بعض اہم خصوصیات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں عنایت کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

(۱) ایک مہینے کی مسافت تک رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی (یعنی خدا نے میری مدد اس طرح فرمائی کہ میرے دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا فرما دیا جس کی وجہ سے وہ اتنی اتنی دور سے میری ہیبت کھاتے ہیں جتنی دور کوئی ایک مہینہ میں چل کر پہنچے)

(۲) ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی اور پاک کرنے والی بنا دی گئی (یعنی نماز صحیح ہونے کے لئے میری امت کے لئے یہ ضروری نہیں کیا گیا کہ مسجد میں نماز پڑھیں بلکہ مسافرت میں یا اور کسی کام کاج سے آبادی سے باہر گئے ہوں تو جنگل ہی میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور جب پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیویں اور تیمم کے لئے یہ ضروری نہیں کہ فلانی ہی جگہ کی مٹی ہو بلکہ ہر جگہ کی مٹی سے تیمم ہو سکتا ہے بشرطیکہ پاک ہو) لہٰذا میری امت کے جس شخص کو (جہاں بھی) نماز کا وقت ہو جائے اسے چاہئے کہ وہیں نماز پڑھ لے۔

③ میرے لئے غنیمت کے مال حلال کر دیئے گئے ہیں اور مجھ سے پہلے کسی (نبی) کے لئے حلال نہ تھے۔

④ اور مجھے شفاعت دی گئی ہے (یعنی شفاعتِ کبریٰ جو تمام انسانوں کے لئے میدانِ حشر سے نجات دلانے کے لئے ہوگی۔)

⑤ اور پہلے یہ دستور تھا کہ نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ جل شانہ نے تم کو تین چیزوں سے محفوظ فرما دیا ہے۔ ایک یہ کہ تمہارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر بددعا نہ کرے گا جس کی وجہ سے تم سب ہلاک ہو جاؤ۔ دوم یہ کہ باطل والے اہلِ حق پر غلبہ نہ پائیں گے۔ یعنی یہ نہ ہو سکے گا کہ حق اور اہلِ حق مٹ جائیں اور نورِ حق بجھ کر فنا ہو جائے اور سب جگہ مسلمان مغلوب ہو جائیں۔ سوئم یہ کہ تم گمراہی پر ہرگز جمع نہ ہو گے۔ (ابو داؤد)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری امّت کسی غلط مسئلہ یا غلط عقیدہ پر متفق نہ ہو سکے گی اور جس معاملہ میں ساری امّت کا اتفاق ہو گا وہ خدا کے نزدیک بھی اسی طرح ہو گا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مسجد بنی معٰویہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو آپؐ نے اس میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپؐ نے اپنے رب سے دیر تک دعا کی۔ پھر فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تو دو چیزیں مجھ کو عنایت فرما دیں اور ایک چیز کی دُعا قبول نہیں فرمائی۔

① میں نے دُعا کی کہ میری ساری امّت کو قحط کے ذریعے ہلاک نہ فرمائے سو یہ دعا

قبول کرلی گئی۔

(۲) دوسری دعا میں نے یہ کی کہ خدا میری امت کو غرق کرکے ہلاک نہ فرمائے سو یہ دعا بھی مقبول ہوئی۔

(۳) تیسری دعا میں نے یہ کی کہ میری امت آپس میں نہ لڑے سو یہ دعا قبول نہ فرمائی۔ (مسلم شریف)

مسلم ہی کی دوسری روایت میں جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قحط سے ہلاک نہ کرنے کی دعا کے ساتھ یہ بھی ہے کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت پر کوئی کافر دشمن ایسا مسلط نہ فرما دے جو ان کو ایک ایک کرکے ختم کردیوے۔ (من المشکوٰۃ)

امّتِ محمّدیہ کا حوض

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک حوض ہے (جس سے وہ اپنی امّت کو قیامت کے روز پانی پلائے گا) اور نبیؑ آپس میں فخر کریں گے (دیکھیں) کس کے حوض پر زیادہ آکر پینے والے ہیں اور بلاشبہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے حوض پر آنے والے دوسرے نبیوں کے حوضوں پر آنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ (ترمذی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن سے ضلع بلقاء کی بستی عمان تک کا فاصلہ ہے (یعنی اس کا طول وعرض میلوں کا ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے لوٹے آسمانوں کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ اس میں سے ایک مرتبہ جو کوئی پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے اس پر مہاجر فقراء پہنچیں گے جن کے بال (دنیا میں) بکھرے ہوئے

ہیں اور کپڑے میلے ہیں جن سے اچھی عورتوں کا نکاح نہیں ہوا اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے (کہ بالفرض اگر وہ کسی کے پاس جانا چاہیں اور دعوت وغیرہ میں شریک ہونا چاہیں تو ان کو ناقابل عزت سمجھ کر گھروں میں داخل نہ کیا جائے۔ دنیا میں تو ان کو لوگ ایسا بے وقعت سمجھتے ہیں مگر آخرت میں حوض پر سب سے پہلے پہنچیں گے۔) (مشکوٰۃ)

دوسری روایت میں ہے کہ میرا حوض اتنا عریض و طویل ہے جتنی دور کوئی ایک مہینہ چل کر پہنچے۔ اس کے گوشے برابر ہیں یعنی وہ مربع ہے اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہے اس میں سونے چاندی کے لوٹے ہیں اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں جو اس کا پانی بڑھا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے۔ (من المشکوٰۃ)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میں دوسری امتوں کے لوگوں کو ضرور اپنے حوض سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی شخص (دنیا میں) اپنے حوض سے دوسرے لوگوں کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے (تاکہ اپنے اونٹوں کو پلا دے) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس دن ہم کو پہچانتے ہونگے ارشاد فرمایا ہاں اس روز تمہاری ایک نشانی ہوگی جو اور کسی امت کی نہ ہوگی وہ یہ کہ تم حوض پر میرے پاس خوب روشن چہروں اور سفید (نورانی) ہاتھ پاؤں کے ساتھ آؤ گے۔

امتِ محمدیہ کے بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت ہوگی اور اس کے حق میں سفارش قبول کی جائے گی

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت اپنی امت کے

بڑے بڑے گناہ کرنے والوں کے لئے ہو گی۔ (ترمذی وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس میں معراج کا ذکر ہے کہ معراج میں آپؐ کو تین چیزیں عنایت کی گئیں۔

(۱) پانچ نمازیں عنایت ہوئیں۔

(۲) سورہ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں۔

(۳) اور آپؐ کی امت کے ان لوگوں کے مہلک گناہ بخش دیئے گئے جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (مسلم شریف) مہلک گناہوں سے بڑے بڑے گناہ مراد ہیں جن کے کرنے سے دوزخ میں جانا پڑے۔

اُمّتِ محمدیہؐ سے خطا اور نسیان کی گرفت نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ نے میری امت سے خطا اور بھول اور ان اعمال سے جو ان سے زبردستی کرائے جائیں درگذر فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

یعنی اگر خطأً یا بھول کر کسی سے کوئی گناہ ہو جائے یا اس سے زبردستی کوئی گناہ کا کام کرالیا جائے تو خدا کے یہاں اس کی گرفت نہ ہو گی۔ مثلاً نماز کا وقت سارا گذر گیا اور اس کو بالکل یاد ہی نہ رہی تو اس کو نماز چھوڑنے کا گناہ نہ ہو گا مگر اس کا قضا پڑھنا فرض ہے۔ اسی طرح اگر روزہ میں کلی کرتے ہوئے بلا ارادہ خطأً حلق میں پانی چلا گیا تو اس کو روزہ توڑنے کا گناہ نہ ہو گا (اگرچہ حنفیہ کے نزدیک اس کی قضا رکھنی ضروری ہے) اسی طرح اگر کسی نے نمازی کو باندھ کر ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ نماز نہ پڑھ سکا تو اس زبردستی کی مجبوری کی وجہ سے وہ گناہگار نہ ہو گا۔ ہاں اس کو نماز قضا پڑھنی پڑے گی۔

فائدہ۔ مگر یہ معافی اللہ تعالےٰ کے حق کے بارے میں ہے اور اگر بھول کر یا خطاً کسی کو مار ڈالے تو اس کی دیت (جان کا بدلہ) دینی ہوگی اور اگر کسی کا مال تلف کر دے گا تو اس کا تاوان (ڈنڈ) دینا ہوگا۔ اسی طرح یہ بھی سمجھ لو کہ فضا سے مرعوب ہونے کا نام زبردستی ہرگز نہیں ہے جیسا کہ لوگ بیاہ شادی میں عورتوں کے کہنے سے غیر اسلامی رسمیں برت کر کہتے ہیں کہ عورتوں نے مجبور کیا اس لئے کرنا پڑا۔ یا لڑکی والے نے مجبور کیا تو باجہ لانا پڑا اس کو زبردستی سمجھ کر یوں سمجھنا کہ گناہ نہ ہوگا سراسر غلط ہے۔

امّتِ محمدیہ کی وسوسوں پر گرفت نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ نے میری امّت سے ان چیزوں کو معاف کر دیا ہے جو اس کے سینوں میں وسوسے گذرتے ہیں جب تک ان کو زبان پر نہ لائیں یا عمل نہ کریں۔ (بخاری شریف)

اور اگر وسوسہ کو زبان سے ادا کر دیا یا اس پر عمل کر لیا تو گرفت ہو جائے گی۔ مثلاً دل میں یہ وسوسہ آیا کہ خدا بھی بڑا بے رحم ہے جو نہیں کھانے کو دیتا تو جب تک یہ وسوسہ رہے گا اس پر گرفت نہ ہوگی اور اگر زبان سے کہہ دیا یا دل سے یقین کر لیا تو کافر ہوگیا۔ اسی طرح زنا کرنے کا وسوسہ گذرا تو گرفت نہ ہوگی اور اگر زنا کر لیا تو گرفت ہو جائے گی۔

امّتِ محمدیہ کا ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا زمانہ پہلی امّتوں کے درمیان (سارے دن کے اعتبار سے) صرف اتنا سا ہے جتنا عصر کی نماز سے آفتاب غروب ہونے تک ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدوروں سے کام کرایا اور یوں کہا کہ کون ہے جو (صبح سے) آدھے دن تک میرا کام کر دے اور ہر شخص کو (مزدوری میں) ایک ایک قیراط ملے گا۔ چنانچہ

یہود نے ایک ایک قیراط پر (صبح سے) آدھے دن تک کام کیا. اس شخص نے پھر کہا کہ کون ہے جو آدھے دن سے لے کر عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر میرا کام کردے. چنانچہ نصاریٰ نے آدھے دن سے لے کر عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا. اس شخص نے پھر کہا کہ کون ہے جو عصر کی نماز سے سورج چھپنے تک دو دو قیراط پر کام کردے. خوب سمجھ لو کہ وہ تم لوگ ہو جو (زیادہ اجر والے اور کم کام کرنے والے ہو یعنی) عصر کی نماز سے آفتاب غروب ہونے تک کام کرتے ہو. خوب سمجھ لو کہ تمہارے لئے دوہرا اجر ہے (تمہارا اجر دیکھ کر) یہود و نصاریٰ ناراض ہوگئے اور کہنے لگے (یہ خوب!) کہ ہمارا عمل زیادہ اور اجر کم. اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تو کیا میں نے تمہارا کچھ حق رکھ کر تم پر ظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں. اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سو بلاشبہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں. (بخاری شریف)

اس حدیث شریف میں بتایا گیا ہے کہ امت محمدیہ پر اللہ عزوجل کا ایک خاص کرم و انعام یہ بھی ہے کہ اس کو تھوڑے سے عمل پر اتنا اجر و ثواب ملتا ہے جو پچھلی امتوں کو امتِ محمدیہ کے دو گنے عمل پر بھی نہ ملتا تھا اور اس میں کسی کو اعتراض کی کوئی مجال نہیں. کیونکہ اجر و ثواب خدا کے ہاتھ ہے وہ جس کو جتنا چاہے گا عنایت فرمائے گا. اگر کوئی یوں کہے کہ مجھے کم کیوں دیا اور فلاں کو زیادہ کیوں دیا تو یہ آداب بندگی کے سراسر خلاف ہے. بندہ کا کام یہ ہے کہ عمل کرے اور مولیٰ جل شانہ اس عمل پر اجر و ثواب عنایت فرمادے تو یہ اس کا کرم ہے. ورنہ اس پر کسی کا کچھ حق واجب نہیں ہے. مختار مطلق، خالقِ کون و مکان پر بھلا کسے اعتراض کی مجال ہے اس کی شان تو یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ[1] اور لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ[2] ہے.

---

[1] وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۱۲. [2] اس کے فعل کا اس سے سوال نہیں کیا جاتا ۱۲.

امّتِ محمدیہ مرحومہ کو خداوند قدوس نے ذرا ذرا سے عمل پر کیا کیا اجر و ثواب عنایت فرمائے ہیں اس کی تفصیل کے لئے بڑی ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہے لہٰذا اس رسالہ میں مختصر طریقے پر کچھ مثالیں لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

① ہر نیکی کم از کم دس گنی کر دی جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ جہاں تک اللہ تعالےٰ چاہتے ہیں بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ قرآن میں موجود ہے۔ اسی میں سات سو اور سات لاکھ بھی آ گئے جیسا کہ بعض حدیثوں میں بعض اعمال کے ثواب کے بارے میں یہ عدد آئے ہیں۔

② اللہ جل شانہٗ صدقہ کو بڑھاتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص ایک کھجور صدقہ کرے تو اس کو بڑھا کر پہاڑ کے برابر کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

③ خاص زمانہ کی وجہ سے ثواب بڑھا دیا جاتا ہے مثلاً لیلۃ القدر میں عبادت کرنے سے ہزار مہینے عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (قرآن حکیم)

④ مکان کے مقدس اور متبرک ہونے کی وجہ سے بھی ثواب بڑھ جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے پیدل جائے اور پیدل واپس آئے اس کے لئے ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے (لہٰذا اس حساب سے سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر ہو گئیں۔) (عینی) دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ مکہ کی مسجد (یعنی مسجد حرام) میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حرم مکہ میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کا ثواب رکھتا ہے اور اسی طرح ایک درہم کا صدقہ ایک لاکھ درہم کا صدقہ کرنے

کے برابر ہے اور ہر نیکی جو حرم مکہ میں کی جائے ایک لاکھ کے برابر ہے۔
⑤ بہت سی چیزیں پڑھنے کی ایسی ہیں کہ ان کے پڑھنے میں وقت بھی بہت ہی کم خرچ ہوتا ہے اور ان کا پڑھنا بہت سہل ہے مگر ان کا ثواب بہت زیادہ ہے مثلاً
(۱) قرآن شریف پڑھنے سے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں اور سورہ یٰسٓ ایک بار پڑھ لینے سے ۱۰ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور سورہ اذا زلزلت پڑھنے سے نصف قرآن کا اور سورہ قل ھو اللہ احد پڑھنے سے تہائی قرآن شریف کا اور سورہ قل یاایہا الکفرون پڑھنے سے چوتھائی قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اگر کوئی دس مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اس کے لئے جنت میں ایک محل بن جاتا ہے اور جو کوئی رات کو سورۂ آل عمران کا آخری رکوع پڑھ لے اسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سورہ الہٰکم التکاثر پڑھنے سے ہزار آیتیں پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ب) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجنے سے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ درود بھیجنے سے خدا اور اس کے فرشتے درود بھیجنے والے پر ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

(ج) الحمد للہ کا ثواب ترازو کو بھر دے گا اور سبحان اللہ والحمد للہ (کا ثواب) آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے، جو شخص سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگ جاتا ہے۔ بازار میں چوتھا کلمہ یعنی
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ

وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے دس لاکھ گناہ نامۂ اعمال سے مٹا دے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند فرما دے گا اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ یہ سب مشکوٰۃ شریف کی حدیثوں میں موجود ہے۔

(د) جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پڑھے تو اس کے لئے چالیس ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی (حاکم) کھانا کھا کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ پڑھ لے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور کپڑا پہن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ پڑھنے سے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(ھ) جو مومن بندہ صبح و شام رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا پڑھ لیا کرے تو خدا کے ذمے ہے کہ اس کو قیامت کے دن راضی کرے۔ (ترمذی)

(ز) جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھے اور اسی جگہ بیٹھے بیٹھے سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھ لے تو اس کو پورے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترغیب)

(۶) فتنوں اور مشکلات کے زمانے میں اجر بڑھا دیا جاتا ہے چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے (یعنی صحابہؓ کے) بعد صبر کے دن آئیں گے جو شخص ان دنوں میں صبر کرے گا (یعنی دین پر جما رہے گا گویا) اس نے ہاتھ میں چنگاری

لی۔ ان دنوں میں عمل کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا جو اس زمانہ کے علاوہ (دوسرے دنوں میں) اس جیسا عمل کریں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (کیا) ان میں سے پچاس کا اجر ملے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے پچاس عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قتل فساد اور بلووں کے زمانے میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔ (ایضاً)

اور بیہقی نے دلائل النبوت میں روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اس امت کے آخری دور میں ایسے لوگ ہوں گے جن کو وہی اجر ملے گا جو ان سے پہلوں کو ملا۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور فتنہ والوں سے قتال کریں گے۔ (مشکوٰۃ)

(۷) صرف نیکی کا ارادہ کر لینے سے ایک نیکی کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۸) کسی نیک کام کا سبب بن جانے سے بھی اس نیک کام کا ثواب مل جاتا ہے جس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو کوئی نیک عمل بتادے تو عمل کرنے والے کا ثواب بتلانے والے کو بھی ملے گا (مسلم) اور ایک صورت یہ ہے کہ نیک کام کرنے والے کے لئے اسباب مہیا کر دے یا نیک کام کرنے والے کو نیکی کرنے کے لئے فارغ کر دے اور اس کا کام خود کر دے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کو سامان دے دیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے غازی کے پیچھے اس کے بال بچوں کی خیر خبر لی اس نے بھی جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم) اور مثلاً ایک صورت یہ ہے کہ کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے تو اس صورت میں اس افطار کرانے والے کو بھی روزہ دار کے برابر اجر ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

اور ایک صورت یہ ہے کہ کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ دیوے مثلاً کوئی کتاب تصنیف کر دے یا مسجد و مدرسہ بنادے یا کوئی کنواں کھدوادے یا مسافرخانہ بنوادے یا نہر جاری کرادے تو جب تک یہ چیز باقی رہے گی مرنے کے بعد بھی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

(۹) اگر نیک کام کرنے سے عاجز ہو یا عاجز تو نہ ہو مگر اس کی زندگی میں اس کام کے کرنے کا موقعہ نہ آئے اور دل میں یہ تمنا ہو کہ مجھ سے ہوسکتا یا اس کام کا موقعہ ہوتا تو ضرور یہ کام کرتا تو باوجود اس عجز کے بھی اس کو عمل کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔ جیساکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندے کو اللہ نے مال دیا اور علم بھی۔ سو وہ اس مال کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس مال کے بارے میں اللہ کے لئے عمل کرتے ہوئے اس کے حق کا دھیان رکھتا ہے یعنی زکوٰۃ و صدقات ادا کرتا ہے اور نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے تو یہ شخص افضل مرتبہ والا ہے اور ایک شخص کو اللہ نے علم دیا اور مال نہ دیا۔ سو وہ سچی نیت والا ہے (اور) کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح (نیک) عمل کرتا۔ سو ان دونوں کا اجر برابر ہے۔ (ترمذی)

اور حدیث شریف میں ہے کہ جس نے سچے دل سے اللہ سے شہادت کا سوال کیا اس کو خدا شہیدوں کے درجہ پر پہنچادے گا اگرچہ اپنے بستر پر ہی مرے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کے قریب پہنچنے پر ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ ہیں (اور ان کا حال عجیب ہے اور وہ یہ کہ) تم جتنا کچھ چلے ہو اور جتنی وادیاں تم نے طے کی ہیں اس سب میں وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے ہیں۔ صحابہؓ نے (تعجب سے) عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں ہوتے ہوئے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا (ہاں) مدینہ میں

ہوتے ہوئے (کیونکہ) ان کو معذوری نے روک لیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۰) اگر کسی نیک کام کو شروع کر دیوے اور شروع کر کے کسی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو اس کو عمل کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے یا عمرہ کے لئے یا جہاد کے لئے (اپنے گھر سے) نکل گیا۔ پھر راستے میں فوت ہو گیا تو اس کے لئے خدا مجاہد اور حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دے گا۔ (مشکوٰۃ)

قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ	اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے
مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکل
ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ	جائے۔ پھر اس کو موت آ جائے
فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ	تب بھی اللہ کے ذمہ اس کا ثواب
(نساء)	ثابت ہو گیا۔

حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جو شخص تہجد پڑھنے کی نیت سے سو یا اور پھر آنکھ نہ کھل سکی تو اس کو تہجد پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز عشاء کی جماعت سے پڑھی گویا اس نے آدھی رات نماز پڑھی اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے پڑھی گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔ (مسلم شریف)

(۱۲) جماعت میں جس قدر زیادہ آدمی ہوں اسی قدر فضیلت بڑھتی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص کی نماز دوسرے کے ساتھ مل

کر تنہا نماز پڑھنے سے بہت پاکیزہ ہے اور ایک شخص کی نماز دو شخصوں کے ساتھ مل کر پڑھنا ایک شخص کے ساتھ مل کر پڑھنے سے بہت پاکیزہ ہے اور (اس کے آگے) جتنی زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ کو زیادہ پسندیدہ ہے (ابوداؤد)

(۱۳) جو بھی مسلمان کوئی پودا لگائے یا کھیتی بوئے پھر کوئی انسان یا پرندہ یا چوپایہ اس میں سے کھالے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ اس میں سے جو کچھ چوری ہو جائے گا وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۴) کھا کر شکر کرنے والا روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۵) جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو چلے اور صرف نماز ہی کے لئے جا رہا ہو تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

(۱۶) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز (اپنی بیوی کو) غسل دلایا (یعنی بدنگاہی سے بچنے کے لئے اس روز اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا) اور غسل کیا اور شروع سے خطبہ میں شریک ہوگیا اور سویرے گیا اور پیدل گیا اور سوار نہ ہوا اور دھیان سے خطبہ سنا اور لغو کام نہ کیا تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزے رکھنے اور سال بھر رات کو نماز میں قیام کرنے کا اجر ملے گا۔ (ترمذی وابوداؤد وغیرہ)

(۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لئے) اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے گھوڑا (پال کر) باندھے

رکھا تو اس کا پیٹ بھرنا اور پانی سے سیراب ہونا اور لید کرنا اور پیشاب کرنا قیامت کے دن اس شخص کی ترازو میں ہوگا۔ (بخاری)

(۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے والی جو اولاد اپنے والدین کی طرف ایک مرتبہ رحمت کی نظر سے دیکھے تو اس کے لئے ہر نظر کے بدلے اللہ ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اگرچہ روزانہ سو مرتبہ نظر کرے ؟ ارشاد فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا ہے اور (نقصان سے) پاک ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۹) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھ لئے تو اس کو پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر ہمیشہ ایسا ہی کر لیا کرے تو گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔ (مسلم شریف)

(۲۰) تھوڑا سا عمل کرنے پر بڑی بڑی نعمتوں کا شکریہ شمار کر لیا جاتا ہے جیسا کہ حصن حصین میں ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ پڑھ کر کھانا کھائے اور کھا کر یہ پڑھ لے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَاَفْضَلَ تو اس سے اس کھانے کا حساب نہ ہوگا۔ اور ابوداؤد شریف میں ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یوں کہہ لے اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اس نے اس دن (کی نعمتوں) کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے شام کو یہ کلمات پڑھ لئے تو اس نے اس رات (کی نعمتوں)

کاشکریہ ادا کردیا.

اور چاشت کی نماز کی فضیلت کے بارے میں آیا ہے کہ انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہیں اور اس کے ذمہ ہے کہ ہر جوڑ کے بدلے کچھ صدقہ دے. صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ایسا کس سے ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ مسجد میں پڑی ہوئی ناک کی ریزش (یعنی رینٹھ) کو تم دفن کردو (یعنی اس کو مسجد سے صاف کردو) اور راستے سے (تکلیف دہ) چیز ہٹادو (تو یہ صدقہ ہے اس سے بھی شکریہ ادا ہو جاتا ہے) سو اگر تم کو اس کا موقعہ نہ ملے تو چاشت کی دو رکعتیں تم کو (۳۶۰ جوڑوں کی طرف سے صدقہ دینے کی جگہ) کافی ہوں گی. (مشکوٰۃ شریف)

(۲۱) جس نماز کے لئے مسواک کی جائے وہ اس نماز سے ستّر درجے بڑھی ہوئی ہے جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے (ایضاً)

(۲۲) نیکیوں کے ذریعے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں) (سورۂ ہود)

حدیثوں میں آیا ہے کہ حج سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک نماز سے دوسری نماز تک جو گناہ ہو جائیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے تو اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے تک سے نکل جاتے ہیں. (مشکوٰۃ)

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ پر یقین رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک

سال کے پچھلے اور ایک سال کے آئندہ گناہوں کا کفارہ فرمادے گا اور عاشورہ کا روزہ رکھنے سے اللہ پر یہ یقین رکھتا ہوں کہ ایک سال کے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔ (مسلم شریف)

فائدہ: علماء نے بتایا ہے کہ جن حدیثوں میں گناہ معاف ہونے کا ذکر ہے اس سے چھوٹے گناہ مراد ہیں اور بعض حدیثوں میں مَالَمْ یُؤْتَ کَبِیْرَۃً آیا ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ بڑے گناہوں کا کفارہ نیکیوں سے نہیں ہوتا۔

فائدہ: علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کے چھوٹے گناہ کم ہوں اور نیکیاں بہت زیادہ ہوں تو پھر چھوٹے گناہوں کے کفارہ کے بعد اس کے بڑے گناہوں کی تخفیف کر دی جاتی ہے اور اگر بڑے گناہ نہ ہوں یا بہت تھوڑے ہوں کہ تخفیف ہوتے ہوتے وہ معاف ہو جائیں تو پھر نیکیوں کے ذریعے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(۲۳) ذرا ذرا عمل کرنے پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اور جنت میں محل بنانے کی خوشخبری دی گئی۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مؤذن کا جواب دے اس کے لئے جنت ہے۔ (حصن) دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور پھر یہ پڑھے۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو (مسلم) اور حدیث شریف میں ہے کہ جس نے بعد مغرب بیس رکعت پڑھ لیں اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا (ترمذی) اور ایک حدیث میں ہے کہ جس نے بارہ رکعت چاشت کی نماز پڑھ لی اس

کے لئے خدا جنت میں ایک سونے کا محل بنا دے گا۔ (ایضاً)

(۲۴) بعض اعمال پر دوزخ حرام کرنے اور دوزخ سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے مثلاً ترمذی و ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ظہر سے پہلے چار سنتوں کی اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کی پابندی کر لی اس کو خدا دوزخ پر حرام فرمادے گا اور ایک روایت میں ہے کہ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر کسی سے بولنے سے پہلے سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ پڑھ لے اور پھر رات کو مر جائے تو دوزخ میں نہ جاسکے گا اور فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اگر کسی سے بولنے سے پہلے اس کو سات مرتبہ پڑھ لے اور پھر اس دن مر جائے تو دوزخ میں نہ جاسکے گا۔

(۲۵) اللہ رب العزت عز شانہٗ کا ایک بہت بڑا کرم یہ ہے کہ جب کوئی بندہ نیک عمل کرنا چاہتا ہے تو صرف نیت کرنے پر اس کو ایک نیکی مل جاتی ہے اور جب عمل کرنے لگتا ہے تو عمل سے پہلے پہلے عمل کے لئے جتنے کام کرے گا ان کا اجر علیحدہ علیحدہ ملے گا مثلاً کوئی شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے تو یہی نہیں کہ اس کو صرف نماز پڑھنے کا اجر ملے گا اور یہ سمجھ لیا جائے کہ اس سے پہلے جو کام کئے وہ چونکہ اس عمل کے لئے کئے ہیں اس لئے ان کا کچھ اجر نہیں بلکہ وضو کرنے کا علیحدہ اجر ملے گا اور مسجد کو جانے کا الگ ثواب ملے گا اور اندھیرے میں مسجد کو جانے کا ثواب جدا عنایت ہو گا اور نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنے کا اجر مستقل ملے گا۔ غرضیکہ اللہ سے معاملہ کر کے کوئی ٹوٹے میں تو کیا رہتا اس کو اتنا نفع ملے گا جو اس کے علم اور گمان سے کہیں زیادہ ہو گا سچ ہے:۔

فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا۔ (پ۲۹)	پس جو شخص اپنے رب پر ایمان لاوے گا تو اسے نہ (نیکی میں) کمی کا اندیشہ ہوگا نہ (گناہ میں) زیادتی کا۔

اُمّتِ محمدیہ کے آخری زمانے والے لوگوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے جو کوئی اس کا دسواں حصہ چھوڑ دے گا جس کا اسے حکم ہوا ہے تو ہلاک ہو جائے گا (یعنی آخرت میں اس کی گرفت ہو گی) پھر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے جو کوئی اس کے دسویں حصہ پر عمل کرلے گا جس کا اسے حکم ہوا ہے تو نجات پا جائے گا. (ترمذی)

صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی فریضۂ تبلیغ مراد ہے یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اگر فریضۂ تبلیغ کو کما حقہ ادا نہ کرتے اور جس قدر ان پر فرض تھا اس کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دیتے تو ان کی گرفت ہو جاتی کیونکہ اس زمانے میں دین غالب تھا دین کی بات جلدی سے مان لی جاتی تھی لہٰذا اس وقت اس فریضہ میں کوئی کرنا قابلِ گرفت تھا. اس کے بعد شدہ شدہ اسلام کے احکام چھوٹتے گئے اور حق پر عمل کرنے والے کم ہو گئے بلکہ اب تو اہل حق کا مذاق اڑانے والے اور حق سے منہ موڑ کر احکامِ خداوندی کا استخفاف کرنے والے بکثرت ہو گئے ہیں اور کلمۂ حق کہنے کی فضا نہیں رہی لہٰذا بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو فضا موافق نہ ہونے کے باوجود احکام شریعت کے بارے میں روک ٹوک سے کام لیتے ہیں اور دین پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں. اسی (فضا کی ناموافقت کی) وجہ سے فریضۂ تبلیغ کا دسواں حصہ ادا کر دینے پر نجات کا وعدہ فرمایا ہے.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے سب سے زیادہ (طبعی) محبت کرنے والے وہ لوگ بھی ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے وہ تمنا کریں گے کہ کاش مجھے اپنے بال بچوں اور

مال کو قربان کرکے دیکھ لیتے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) قبرستان تشریف لے گئے تو :-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ تم پر سلام ہو اے ایمان والے لوگو! اور ہم بھی
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

فرما کر یوں ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے صحابی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی (اس دنیا میں) نہیں آئے۔ (مسلم)

"تم میرے صحابی ہو" یعنی میرے مومن بھائی ہوتے ہوئے صحابی بھی ہو اور چونکہ تم میرے زمانے ہی میں ہو اس لئے تمہارا مومن ہونا اور اسلام پر عمل کرنا کچھ عجیب نہیں اس لئے مجھے ان بھائیوں کے دیکھنے کی تمنا ہے جو مجھے دیکھے بغیر ایمان لائیں گے۔

جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے نزدیک کون سی مخلوق کا ایمان سب سے زیادہ عجیب ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا فرشتوں کا ایمان۔ آپؐ نے فرمایا (ان کا ایمان کیا عجیب ہے) بھلا وہ کیسے ایمان والے نہ ہوں حالانکہ وہ اپنے رب کے پاس ہی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر نبیوں کا ایمان سب سے زیادہ عجیب ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا (ان کا ایمان کیا عجیب ہے) بھلا وہ کیوں کر ایمان والے نہ ہوں حالانکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر ہمارا ایمان سب سے زیادہ عجیب ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بھلا تم

کیسے ایمان والے نہ ہوتے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں . پھر آپؐ نے خود ہی بتایا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ عجیب ایمان اُن لوگوں کا ہے جو میرے بعد آئیں گے (اور مجھے دیکھے بغیر ایمان لے آئیں گے) وہ صحیفے دیکھیں گے جن میں کتاب (یعنی قرآن شریف لکھا ہوا ہو گا۔ اس میں جو کچھ ہو گا اس پر ایمان لے آویں گے . (بیہقی دلائل النبوۃ) .

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اور (مجھ پر) ایمان لایا اس کے لئے خوشخبری ہے (ایک بار) اور خوشخبری ہے اس کے لئے سات بار جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا. (احمد)

فائدہ: ان حدیثوں سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر بعد میں آنے والوں کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ بعد میں آنے والوں کی جو فضیلتیں ارشاد فرمائی ہیں وہ جزئی فضیلتیں ہیں جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان فضیلتوں کے سامنے ہیچ ہیں جو دوسری حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں. ہاں ہم کو اپنی خوش نصیبی پر ناز کرنا چاہیئے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ ہم کو ان فضیلتوں والا بنایا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ ٥

اُمّتِ محمّدیہ میں اہلِ حق ہمیشہ رہیں گے اور مجدّد آتے رہیں گے

حضرت معٰویہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امّت کا ایک گروہ اللہ کے امر (یعنی دینی چیزوں) پر قائم رہے گا جو ان کی مدد نہ کرے گا اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا حتیٰ کہ وہ اللہ کا حکم (یعنی موت) آنے تک اسی حال میں ہوں گے (بخاری ومسلم)

یعنی اس امت میں ہمیشہ حق پر جمنے والے اور خدا کے احکام پر پختگی سے عمل کرنے والے موجود رہیں گے ان میں سے جب کبھی کسی کو موت آئے گی تو اس دینی پختگی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوگا. لوگوں کی موافقت اور مخالفت ان کے لئے یکساں ہوں گی. بہرحال وہ دین کے پابند رہیں گے. جو ان کا ساتھ نہ دے گا ان کو اس کی کچھ پرواہ نہ ہوگی.

ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم ہونے تک میری امت کا ایک گروہ (خدا کی طرف سے) مدد کیا جاتا رہے گا جو ان کی مدد نہ کرے گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا. اس کو قائم رکھنے کے لئے قیامت قائم ہونے تک مسلمانوں کی ایک جماعت قتال کرتی رہے گی. (مسلم)

اور بیہقی نے کتاب المدخل میں روایت نقل کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر آنے والے دور میں اس علم کے جاننے والے ہوں گے جو غلو کرنے والوں کی تحریفوں سے اور باطل والوں کی دروغ بیانیوں سے اور جاہلوں کی تاویلوں سے اس کو پاک کرتے رہیں گے.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جو ابو داؤد شریف میں ہے کہ بلاشبہ اللہ عزوجل اس امت کے لئے ہر سو سال کے شروع میں ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی مدد کرے گا. (مشکوٰۃ)

خدا کا یہ وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا. اگر قرون اولیٰ سے لے کر آج تک حق گو اور ثابت قدم جماعت باقی نہ رہی ہوتی تو اہلِ فتن معتزل بدعتی، نبوت کے دعوے دار، حدیث کے منکر اور قرآن کی نئی نئی

تفسیریں کرنے والے دین کو بدل کر رکھ دیتے حضرات صوفیاء فقہاء محدثین ہمیشہ رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ والحمد للہ العظیم علیٰ ذٰلک۔

اُمّتِ محمدیہؐ کے بعض افراد کو دُنیا میں جنّت کی خوشخبری مل گئی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر جنّت میں ہوں گے اور عمر جنّت میں ہوں گے اور عثمان جنّت میں ہوں گے اور علی جنّت میں ہوں گے اور طلحہ جنّت میں ہوں گے اور زبیر جنّت میں ہوں گے اور عبدالرحمٰن بن عوف جنّت میں ہوں گے اور سعد بن ابی وقاص جنّت میں ہوں گے اور سعید بن زید جنّت میں ہوں گے اور ابوعبیدۃ بن الجراح جنّت میں ہوں گے (ترمذی) چونکہ ان حضرات کے بارے میں ایک ہی مجلس میں اور ایک ہی ارشاد میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوش خبری دی تھی اس لئے ان کو عشرہ مبشرہ (یعنی دس جنتی) کہا جاتا ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی صحابیؓ کو جنتی ہونے کی خوشخبری نہیں دی گئی کیونکہ ان کے علاوہ اور بہت سے حضرات کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی فرمایا۔ مثلاً حضرت عکاشہ بن محصن کو اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو اور حضرت ابوطلحہ کی بیوی کو اور حضرت عبداللہ بن سلام کو اور حضرت ثابت بن قیس وغیرہم کو رضی اللہ عنہم اجمعین وجعلنا من رفقائہم۔

اُمّتِ محمدیہؐ کے بعض افراد کے لئے جنّت کا مشتاق ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ بلاشبہ جنّت تین شخصوں کی مشتاق ہے (۱) علی (۲) عمار (۳) سلمان رضی اللہ عنہم (ترمذی)

اُمّتِ محمدیہ کے بعض افراد کے بارے میں اللہ جل شانہٗ کا خبر بھیجنا کہ میں اُن سے محبّت کرتا ہوں

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالٰے نے مجھے چار شخصوں سے محبّت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی مجھے خبر دی ہے کہ بے شک خدا کو (بھی) ان سے محبّت ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہمیں بتا دیجئے وہ کون کون ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ علیؓ ان میں سے ہیں، علیؓ ان میں سے ہیں، علیؓ ان میں سے ہیں اور ابوذرؓ اور مقدادؓ ہیں اور سلمان ہیں۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان سے محبّت کروں اور مجھے خبر دی ہے کہ بلاشبہ خدا (بھی) ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ترمذی)

اُمّتِ محمدیہ پر آخرت میں عذاب نہیں

حضرت ابوموسٰی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری امّت مرحومہ ہے اس پر آخرت میں (زیادہ تر) عذاب نہیں ہے۔ اس کا عذاب دنیا میں فتنے اور زلزلے اور قتل ہونا ہے۔ (ابوداؤد)

مطلب یہ کہ اس امّت پر خدا کی خاص رحمت ہے اس کے اعمال پر آخرت میں کم پکڑ ہوگی۔ اکثر لوگوں کی مغفرت اور گناہوں کا کفارہ دنیا ہی میں زلزلوں، فتنوں اور قتل کے ذریعے کر دیا جائے گا اور اس امّت کے بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو دوزخ میں جائیں گے۔

تنبیہ:۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ امتِ محمدیہ کے کسی فرد کو آخرت میں عذاب نہ ہو گا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت سے میری امت کے بہت سے لوگ دوزخ سے نکلیں گے جن کو جہنمی کہا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)
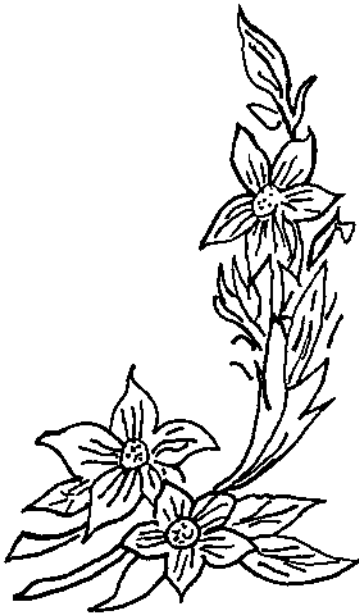
فکر و اعتبار

گذشتہ اوراق میں جس قدر آیات و احادیث درج کی گئی ہیں ان سے خوب واضح اور مفصل طریقے پر اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کی فضیلت معلوم ہوئی، دنیا میں بھی یہ امت افضل و بہتر ہے اور آخرت میں بھی سب سے افضل رہے گی۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود نصیب ہوگا اور اولین و آخرین خیرالامم کے مشفق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے باعث روزِ حشر کی مصیبت سے نجات پائیں گے۔ امت محمدیہ دوسروں کے مقابلے میں گواہی دے گی اور سب سے زیادہ امت محمدیہ ہی ہوگی۔ قیامت کے روز تمام اولین و آخرین کے درمیان امتِ محمدیہ پہچان لی جائے گی کیونکہ وضو کرنے کے باعث ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں نورانی ہوں گے۔

یہ جو کچھ فضیلتیں قرآن وحدیث میں مذکور ہیں امت کے ہر شخص کے لئے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس امت کو حاصل ہوں گی۔ گو بداعمالیوں کی وجہ سے بعض لوگ دوزخ میں بھی جائیں گے اور عذاب بھگتیں گے۔ یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھ کر نیک اعمال میں سستی

نہ کرنے لگیں اور برائیوں کی طرف نہ بڑھنے لگیں کیونکہ بے عمل کے لئے سب جگہ پریشانی ہے۔ جب خداوند قدوس نے ہم کو اتنی فضیلت دی اور تھوڑے تھوڑے عمل پر بہت کچھ عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے تو اس کے شکریہ میں نیک اعمال اور زیادہ سے زیادہ کرنے چاہئیں نہ یہ کہ اعمالِ صالحہ کرنے سے بیٹھ رہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل و برتر ہیں مگر پھر بھی راتوں کو اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپؐ کے مبارک قدموں پر ورم آجاتا تھا، عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ایسا کیوں کرتے ہیں (یعنی اتنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں) حالانکہ خدا نے آپ کے اگلے پچھلے[1] سب گناہ[2] بخش دیئے ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا — تو کیا میں شکرگذار بندہ نہ بنوں؟ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ فضیلت ملنے کے شکریہ میں زیادہ سے زیادہ خدا کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے اور نمک حلال بندوں کا شیوہ یہی ہے کہ انعام پاکر مزید انعام کا شکر کریں اور آقا کے حکم سے غداری نہ کریں۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو امّتِ محمدیہ پر شفقت فرماتے ہوئے ۵۰ سے ۵ نمازیں کرادیں مگر امّتِ محمدیہ ان پانچ کو بھی ضائع کرتی رہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام امّتِ محمدیہ کو سلام بھیج کر یہ نصیحت فرمائیں کہ اپنے لئے دنیا میں ہی جنّت کے باغ آباد کرکے لائیں اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا ورد رکھ کر جنّت میں پودے لگاتے رہیں مگر ہم ناکارے اللہ کے ذکر سے غفلت کرکے دنیاوی قصّوں میں

---

[1] جیسا کہ سورۂ فتح میں ارشاد ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

[2] گناہ بخش دینے کا مطلب گناہوں سے محفوظ رکھنا ہے ۱۲

ہی پھنسے رہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو رات بھر اُمّت کی مغفرت کی دُعا مانگیں اور روکر امّت کو بخشوانے کی کوشش کریں مگر ہم نالائق اور ناقدرے گناہوں میں ملوث رہیں اور گناہ کرنے سے فرصت ہی نہ ہو۔ یہ ایمان والوں کے لئے سخت بے شرمی اور انتہائی بے غیرتی کی باتیں ہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام تو ہماری یہ تعریف فرمائیں کہ اُن کی زبانیں لا الٰہ الا اللہ سے مانوس ہیں مگر ہماری زبانیں گالیوں اور فحش گوئی سے مانوس ہوں اور توریت میں ہماری یہ تعریف ہو کہ خوشی میں اور مصیبت میں اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے مگر ہمارا یہ حال ہو کہ خوشی میں اللہ سے غافل ہو جائیں اور مصیبت میں اللہ پر اعتراض کریں۔ توریت میں لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آدھی پنڈلی پر اپنا تہمد باندھے گی اور اوقاتِ نماز پہچاننے کے لئے سورج کی نگرانی کرتے ہوں گے مگر امتِ محمدیہ کا تہمد اور پائجامہ ٹخنوں سے بھی نیچا رہتا ہو اور نماز کا وقت ہو جانے اور اذان سننے پر بھی ٹس سے مس نہ ہوتے ہوں تو یہ بڑی افسوسناک حالت ہے۔

اللہ رب العزت نے امتِ محمدیہ کو "خیر امّۃ" کا خطاب دیا اور خیر امّت ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ وہ دوسروں کے منافع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، نیکیوں کی راہ بتلاتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں مگر امّت کا یہ حال ہے کہ دوسروں کو کیا راہِ راست پر لاتی خود ہی اسلامی احکام سے دور ہے اور اس کے حال کو دیکھ کر غیر مسلم یہ سمجھنے لگے ہیں کہ جیسے یہ ہیں ایسے ہی اسلام نے تعلیم دی ہو گی۔ ہم میں اور ان میں کچھ فرق نہیں ہے تو ہم اسلام قبول کرکے کیا کریں گے۔ جیسے اب ہیں ویسے ہی جب ہوں گے۔ تو گویا "مسلمان" اسلام کی طرف بلانے والے نہ ہوئے بلکہ اسلام سے متنفر کرنے والے بن گئے اور اپنا

تمغۂ امتیاز (یعنی فریضۂ تبلیغ) چھوڑ بیٹھے اور تبلیغ اسلام کرنے کی بجائے اسلام سے نفرت دلانے والے بن گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اپنی آنکھوں سے اپنے ماتحتوں، عزیزوں اور رشتہ داروں دوست اور احباب کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے اور فواحش ومنکرات میں ہوتے دیکھتے ہیں مگر ہمارے دل پر ذرا اثر نہیں، ماتھے پر ذرا شکن نہیں پڑا ان کو اللہ کی نافرمانی سے روکنے کے لئے ذرا زبان نہیں ہلتی بلکہ منع کرنے کی بجائے خود کرتے ہیں ان کے معین ومددگار بنتے ہیں اور ان سے خوب میل جول رکھتے ہیں جس سے ان کو گناہ کا احساس تک نہیں ہوتا۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنی حالت کو بدلیں اور فریضۂ تبلیغ کو پوری طرح انجام دیں اور نیک اعمال میں مشغول رہیں تاکہ ہم اللہ کے نزدیک بہتر رہیں اور "خیر امت" کے مقدس خطاب کے اہل ہی رہیں۔

وھٰذا اٰخر الکلام بفضل الملک العلام

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا وسندنا محمد

وآلہ وصحبہ البررۃ الکرام

وعلیٰ من اتبعھم باحسان

الیٰ یوم القیام

محتاج رحمت نامتناہی

محمد عاشق الٰہی

عفا اللہ عنہ وعافاہ

وصیت اور میراث کے احکام

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

ارشاداتِ نبوی کا ذخیرہ جس میں مسلمانوں کے آپس میں میل و محبت اور
ایک دوسرے کے اِکرام و احترام نیز ادائے حقوق کی تاکید کی گئی ہے

مولانا مُفتی محمّد عاشق الٰہی بلندشہری

ادارۃ المعارف کراچی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ؀

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

شرعی حدود و قصاص

احکام و مسائل، عبرتیں اور حکمتیں

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ادارۃ المعارف کراچی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

اسلامی علوم و اعمال پر ایک جامع کتاب
جو اسلامی عقائد، ارکان، عبادات، معاملات، معاش، معاشرت
اخلاق، آداب اور ضروری نصائح اور تنبیہات پر مشتمل ہے

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ادارۃ المعارف کراچی